

نیٹوپلائی کی بحالی کی حکومتی تیاریاں، پاکستان ایک بار پھر برائے فروخت

کبھی کبھی ایک شخص کی ذاتی غلطی اور مفاد کا خیا زہ صدیوں تک اقوام و مل کو بھگتنا پڑتا ہے۔ بد نصیب پاکستان اور اس کی ملت ”مرحومہ“ اس کی بدترین مثال ہے۔ تنگ دیں، تنگ وطن، تنگ ملت پر وزیر شرف نے نائن الیون کے بعد پاکستان کو امریکی بے حاصل جنگ کا ایندھن بنانے پر مجبور کر دیا تھا۔ آج امریکی غلامی میں پاکستان کو بچے ہوئے گیارہ سال ہونے کو ہیں لیکن پاکستانیوں کی ہب و جبور کی صبح آزادی کا سورج دور دور تک طلوع ہوتا نظر نہیں آ رہا اور اگر کچھ نظر آ رہا ہے تو وہ ٹوٹے پھوٹے آنگن میں پاکستانیوں کی چالیس ہزار کی لگ بھگ لاشوں کے انبار اور پٹے ہی نظر آ رہے ہیں پاکستانی افواج، پولیس اور مزاحمتی گروپس ایک دوسرے کو صفحہ ہستی سے مٹانے میں مصروف نظر آ رہے ہیں۔ عمل اور رد عمل کا ایک خوفناک منظر گزشتہ کئی برسوں سے پاکستان کی سر زمین پر نظر آ رہا ہے۔ بھائی بھائی کو کاٹ رہا ہے، دھرتی ماں کے ہر شہر اور ہر قریہ میں آگ و دھواں کے لاوے ابل رہے ہیں اور پاکستان کی گلی گلی میں قیامت صغریٰ کا منظر ہر طرف نظر آ رہا ہے۔ نام نہاد جنگ میں امریکہ کے اتحادی بننے کے بعد پاکستانیوں کو قسم قسم کے سبز باغات دکھائے گئے تھے اور پتھر کے زمانے میں پہنچانے کے ڈر سے ڈرایا گیا تھا لیکن اس ”سودے“ میں تو وطن کی آزادی بھی سلب ہو گئی۔ اقتصادی برہادی کے نشانہ بھی ہم ہی بنے، انرجی و سیاسی بحرانوں اور امریکیوں کی پے در پے سازشوں اور ”مہربانیوں“ نے بلا آخر ہمیں تیزی سے پتھر کے زمانے میں پہنچایا دیا۔

یہ داغ داغ اُجالا یہ شب گزیدہ سحر وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں

نتیجتاً آج ہزاروں پاکستانی یتیم بچوں کی چیخ و پکار، جوان بیواؤں کی آہوں اور زخم خوردہ ماؤں کی بد دعاؤں سے فلک و نیلگوں کا رنگ خونِ شہیداں کے رنگ مانند سرخی مائل نظر آ رہا ہے، فرشِ تاعرش سب کے سینے شق اور آنکھیں جوئے خوں کے تلاطم سے لبریز نظر آ رہی ہیں، امریکہ اور نیٹو نے پاکستانیوں کو اتحادی ہونے کی ایسی ایسی سزائیں دی ہیں کہ تاریخِ انسانی میں اس دوستِ ندادشمن کی ”مہربانیوں“ کی مثال نہیں ملتی۔

ع ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسان کیوں ہو؟

بہر حال مسلسل ڈرون حملوں کے ساتھ ساتھ چند ماہ قبل امریکہ اور نیٹو نے نان نیٹو اتحادی پاکستان کو سلالہ چیک پوسٹ پر چھبیس بے گناہ فوجیوں کی شہادت کا تحفہ بھی دے دیا۔ جس کے نتیجے میں امریکہ اور نیٹو کی پاکستان کے راستے جاری نیٹو رسد فوری طور پر بند کر دی گئی۔ لیکن درونِ خانہ کچھ عرصے بعد ہوائی راستوں کے ذریعے رسد جاری

رہی۔ پھر موجودہ امریکی مفادات کے غلام حکمرانوں نے دوبارہ امریکی آقا کی جنبش آمد پر نیٹو سپلائی کی بحالی کا پروگرام حتمی کر دیا ہے۔ اب صرف رسما پارلیمنٹ کے کندھے کو استعمال کرنے کی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ اور ہفتہ دس دنوں میں پارلیمنٹ یہ ”مقدس فریضہ“ یعنی پاکستان کو فروخت کرنے کے منصوبے کا باقاعدہ فیصلہ کرنے والی ہے۔ مگر قہر تمام یہ کہ اسی پارلیمنٹ نے امریکی مداخلت اور ڈرون حملوں کے خلاف امریکہ کی مخالفت میں اس سے قبل کئی مرتبہ قراردادیں پاس کیں ہیں اور جسکی سیای خشک ہونے سے پہلے پہلے امریکہ نے ڈرون حملے کے ذریعے پاکستان کی خود مختاری اور پارلیمنٹ کے وقار کی دھجیاں اڑا دیں۔ لیکن اب کہ امریکی حمایت میں اس قرارداد کیلئے امریکی حکومت اور حکمران بڑی بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔ ارکان پارلیمنٹ کیلئے بھی یہ فیصلہ کرنا انتہائی شرمناک اور ذلت آمیز ہوگا پھر تاریخ میں میر جعفر میر صادق اور پرویز مشرف کے بعد ان ارکان پارلیمنٹ کا نام ہمیشہ کیلئے خداران ملک و ملت کی فہرست میں لکھا جائے گا کہ ان بد بخت ”رہنماؤں“ نے مادر وطن کو چند ڈالروں کے عوض فروخت کر دیا تھا۔

ع قوے فروختند وچہ ارزاں فروختند

لیکن یہاں پر یہ امر انتہائی خوش آئند ہے کہ ”دفاع پاکستان کونسل“ نے بڑی مستعدی کے ساتھ امریکی عزائم اور نیٹو سپلائی کی بحالی میں بھرپور مزاحمت کا مظاہرہ ان پانچ چھ ماہ میں بڑی بہادری کے ساتھ کیا۔ گو کہ اس جرأت مجاہدانہ کی سزا اور جرم حمیت کی پاداش میں پہلے پہل دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین حضرت مولانا مسیح الحق صاحب کے ادارے دارالعلوم حقانیہ پر موجودہ حکومت نے محترمہ بے نظیر بھٹو کے قتل میں چند گناہم لوگوں کا نام لے کر طوط کرانے جیسی شرمناک نوعیت کے بے بنیاد الزامات لگائے (اسی طرح امریکہ نے حضرت مولانا مسیح الحق صاحب مدظلہ کے خلاف مزید کئی سازشیں بھی تیار کر رکھی ہیں) پھر اس کے بعد دفاع پاکستان کونسل کی انتہائی بااثر پارٹی ”جماعت الدعوة“ کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید کے سر پر ایک کروڑ ڈالر کا انعام بھی رکھا، اسی طرح اہل سنت والجماعت کے صدر مولانا احمد لدھیانوی کی جماعت پر بھی پابندی لگائی گئی لیکن ان تمام قائدین کے پائے استقامت میں کوئی جنبش نہ آئی۔ انشاء اللہ یہ تمام قائدین پاکستان اور اس کے کروڑوں عوام کو امریکی غلامی کی لاکھوں جگہ سے آزادی دلا کر رہیں گے۔

ع نہ ہم منزل سے باز آئے نہ ہم نے کارواں چھوڑا

اس سلسلے میں دفاع پاکستان کونسل نے ۲۷ مارچ کو پارلیمنٹ ہاؤس کے مشترکہ اجلاس کے موقع پر ایک بہت بڑے مظاہرے کا اہتمام بھی کیا اور ارکان پارلیمنٹ اور حکومت کو اس فیصلے سے دور رکھنے کے لئے جمہوری احتجاج کیا۔ اس طرح قومی بیداری اور عوامی سطح پر شعور بیدار کرنے کیلئے پشاور میں 15 مارچ 2012 کو ایک بہت بڑے عظیم جلسے کا اہتمام بھی کیا گیا ہے جس میں صوبہ خیبر پختونخوا جو اس جنگ میں سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے کہ عوام سے اظہارِ یکجہتی و ہمدردی کی جائے گی اور نیٹو سپلائی کی بحالی، ڈرون حملوں کے خلاف بے زور اور بے اثر احتجاج کیا جائے گا۔ دفاع پاکستان کونسل عوامی سطح پر امریکی حکومت کے خلاف انشاء اللہ جاری رکھے گی اور اس سلسلے

میں امریکہ موجودہ حکومتی حکمران اور لیبرل پارٹیوں سمیت ایک آدھ برائے نام مذہبی سیاسی جماعت کی مخالفت اور لومۃ لائم کی کوئی پرواہ نہیں رکھے گی کیونکہ جنہوں نے خود پاکستان برائے فروخت کمیٹی (سفارشات کمیٹی) کے ممبر کی حیثیت سے پہلے تمام شرمناک سفارشات پر مبنی مسودے پر خاموشی اور بغیر کسی ”تخلفات“ کے اظہار کے دستخط کر دیئے اور بعد میں موکی ہواؤں کے رخ، عوامی غیض و غضب سے بچنے کے لئے اور دفاع پاکستان کونسل کی پُر اثر تحریک کے مقابلے میں بے جان سا احتجاج بلند کیا۔ کاش کہ پشاور میں ”اسلام زندہ باد“ کیساتھ ساتھ انکا ماٹو ”امریکہ مردہ باد کانفرنس“ ہوتا تو انکی حقیقی سیاست اور امریکی مخالفت کی قلعی کھل جاتی لیکن اس کیلئے تو جرأت مومنانہ اور شیر کا سینہ چاہیے۔ بنیاد پرستی اور قدامت پرستی کے طعنوں سے بچنے والے مصلحت اور سیاست برائے سیاست کرنے والے اور ”تخلفات“ کا ورد کرنے والے شریعت بل کی مخالفت کرنے والے اور بات بات پر دفاع پاکستان کونسل کی قیادت پر لعن طعن، جگ ہسائی اور مسلسل الزامات و تہرا کرنے والے اور ان کی مادر علمی دارالعلوم حقانیہ پر موجودہ حکومت کے سنگین الزامات لگانے پر بھی خاموش تماشائی بننے والوں (حالانکہ اس جماعت کی اول تا آخر چھوٹی بڑی قیادت جامعہ حقانیہ سے فارغ التحصیل ہے، انہیں کم سے کم زرداری حکومت اور رحمان ملک کے خلاف رسماً دوسطری مذمتی بیان تو دینا چاہیے تھا لیکن انہیں اس کی بھی توفیق نہ ہوئی) کی دورنگی سیاست مکمل بے نقاب ہو چکی ہے۔ کاش کہ چار سال تک امریکی اتحادی حکومت کا حصہ بننے والی یہ جماعت ایک ہر جاتی سرمایہ دار کی بے وفائی کی وفاداری میں حکومت نہ چھوڑتی بلکہ ڈرون حملوں اور بڑھتی ہوئی امریکی مزاحمت میں زرداری حکومت کو خیر باد کہتی تو کچھ بات بن جاتی۔ معلوم نہیں کہ دفاع پاکستان کونسل کی بے وجہ مخالفت در مخالفت کرنے والے اصل میں کن قوتوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں؟ دفاع پاکستان کی مخالفت میں امریکہ نیٹو، چیمپز پارٹی، اے این پی، صاحبزادہ فضل کریم اور یہ جماعت ہائیں ہازور کفری طاقتوں کی ہم زباں کیوں ہے؟ دفاع پاکستان کونسل اور مولانا سمیع الحق صاحب کی قیادت پر تو حتیٰ کہ پاکستان کی تمام اقلیتیں مثلاً ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی بھی متحد ہیں اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ دفاع پاکستان کونسل امریکی غلامی سے نجات سے یک لگاتی ایجنڈے پر بھرپور عمل کرائے، ہم بھی انکا ساتھ دیتے رہیں گے۔ اسی طرح دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین کی قیادت پر حسب سابق ملک کی تمام چھوٹی بڑی مسلکی جماعتیں اور شخصیات بھی متفق ہیں اور اس جماعت کو بھی ہار ہار شمولیت کی دعوت دی گئی اور دی جا رہی ہے لیکن ذاتی آنا کا کیا سمجھئے۔ وہ خود سوچیں کہ محض سیاسی اختلاف کی بناء پر ہر اچھے کام اور ہر اچھی تحریک کی ہر وقت اور ہر ور میں مخالفت کرنا اور تنگ نظری کی سیاست کا مظاہرہ کرنا اور اس نازک ترین وقت پر بھی اپنا ایک الگ تشخص قائم رکھنا اور خود کو صرف معیار حق اور مسلک دیوبند اور شیخ الہند کا اکلوتا ترجمان کہنا کہاں کی دانست اور کہاں کی سیاست ہے؟ پھر اس گروہ کے چھوٹے بڑے عہدیدار ٹی وی چینلوں کے مذاکروں اور جلسوں میں استاذ العلماء حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی حقیر اور طعن و تشنیع بڑے ”ذوق و شوق“ سے فرماتے ہیں، کیا شیخ الہند کی یہی تعلیمات تھیں؟ بہر حال اس تمام افسوسناک صورتحال اور اس مزاحمتی طرز عمل و منفی سیاست پر بخیر اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ ٹو کیا ہے تم ہی کہو کہ یہ ”انداز گفتگو“ کیا ہے؟